۸۲۶۲

محترم جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کچھ کمپنیاں موبائل ایپلی کیشن کے ذریعے ٹیکسی کی سہولت عوام کو فراہم کرتی ہیں جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ کمپنی اپنی ذاتی گاڑی بطور ٹیکسی استعمال نہیں کرتی بلکہ گاڑیاں عام لوگوں کی ہوتی ہیں جو کمپنی سے رجسٹرڈ ہو کر پھر کمپنی کی ایپلیکیشن کے توسط سے مسافروں کو کم خرچ اور آرام دہ سفر کی سہولت مہیا کرتی ہیں۔ کمپنی صرف ٹیکنالوجی سروسز مہیا کرتی ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کمپنی اور گاڑی مالکان کے درمیان ہونے والے عقد کا شرعی حکم کیا ہے جس کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

1۔ کمپنی ٹیکنالوجی سروسز کے ضمن میں مختلف طرح کی سہولیات فراہم کرتی ہے۔

مثلاً Customer Application , User Application , Driver Application , Monitring , Fare Calculation etc.

2۔ گاڑیوں کے مالکان کے لیے کام کرنے کا کوئی وقت متعین نہیں ہوتا وہ جب چاہیں بذریعہ ایپلی کیشن آن لائن ہو جائیں۔ کمپنی انہیں مسافروں کی فراہمی اور دیگر سروسز بہم پہنچانا شروع کر دیتی ہے۔ البتہ جس قدر بھی آمدن انھیں حاصل ہوگی اس میں سے کمپنی اپنا فیصدی حصہ وصول کر لے گی گو وہ تھوڑے وقت کی تھوڑی آمدن ہو یا اسکے برعکس لیکن گارنٹڈ پیمنٹ حاصل کرنے کے لیے کم از کم مدت متعین ہوتی ہے۔ جس کی تفصیلات آگے آ رہی ہیں۔

3۔ **سفر کے کرایہ سے متعلق تفصیلات:** کرایہ کمپنی خود طے کرتی ہے۔ جس میں گاڑی مالکان کی رائے کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ البتہ کرایہ میں ردوبدل سے انہیں باخبر رکھا جاتا ہے۔ کرایہ کے بنیادی تین حصے ہوتے ہیں۔

(i) Base Fare مثلاً 100 روپے

(ii) Per Km Fare' مثلاً 10 روپے

(iii) (Per Mint) Time Fare مثلاً 3 روپے

Base Fare وہ بنیادی کرایہ ہے جس کے ساتھ طے کردہ مسافت اور ٹائم کے کرایہ کو جمع کر کے ٹوٹل نکالا جاتا ہے گویا Base Fare سفر کی ابتداء سے ہی لاگو ہو جاتا ہے۔

واضح رہے کہ فی منٹ کرایہ بعض کمپنیوں کے ہاں تب چارج کیا جاتا ہے جب گاڑی کی رفتار مقررہ حد مثلاً 15 کلومیٹر فی گھنٹہ سے کم ہو جائے جبکہ دیگر کمپنیاں رفتار کی کوئی تحدید نہیں کرتیں۔ بلکہ سفر میں کل صرف شدہ وقت پر فی منٹ چارج کر لیتی ہیں۔

بعض کمپنیاں نئے مسافروں کو پہلی رائڈ مفت دیتی ہیں۔ لیکن گاڑی مالکان کو اس رائڈ کی ادائیگی کمپنی کی جانب سے اس کے حصے کے مطابق کر دی جاتی ہے۔

گاڑی طلب کرنے کے لیے ریکویسٹ بھیجنے کے بعد ابتدائی دو یا تین منٹ کے اندر مسافر رائڈ منسوخ کر سکتا ہے۔ اس کے بعد منسوخ کرنے کی صورت میں کمپنی 50 روپے یا کم و بیش جرمانہ وصول کرتی ہے۔ جس کی وصولی اس مسافر کی اگلی رائڈ کے کرایہ میں شامل کر کے کی جاتی ہے

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۲۶/۱۹۶۲

Scanned by CamScanner

4۔متعاقدین کے مابین آمدن کی تقسیم: اس کی بنیادی طور پر دو شقیں ہیں:

(i) گارنٹڈ پیمنٹ: اس میں کمپنی گاڑی کے مالک کو ایک طے شدہ رقم دینے کی پابند ہوتی ہے۔لیکن مذکورہ شرائط کے ساتھ:

1۔اگر ڈرائیور کی کمپنی کے توسط سے حاصل ہونے والی ریکویسٹ کو قبول کرنے کی شرح 90 فیصد ہو۔

2۔یومیہ کم از کم 11 یا 12 گھنٹے مثلاً ڈیوٹی پر موجود رہے۔

3۔یومیہ تقریباً 10 مسافروں کو سفر کی سہولت بہم پہنچائے۔

توکمپنی اسے گارنٹیڈ پیمنٹ مثلاً Rs.3500/- روپے دینے کی پابند ہوگی۔اگر ڈرائیور کی آمدن Rs3500/- سے کم مثلاً Rs3000/- ہو توکمپنی اپنے پاس سے 500 روپے ڈال کر Rs.3500/- روپے پورے ادا کرنے کی پابند ہوگی۔اور اگر ڈرائیور کی آمدن Rs.3500/- سے زیادہ مثلاً Rs.4500/- ہوتو زائد رقم گاڑی کے مالک کی ہوگی مگر کمپنی اپنا فیصدی حصہ اس میں سے بھی وصول کرے گی۔

(ii) فیصدی تقسیم:۔ کمپنی کل آمدن کا 25% ٹیکنالوجی سروسز کی مد میں وصول کرتی ہے۔کمپنی اپنے فیصدی حصہ کو سروس فیس کا نام دیتی ہے۔

بعض کمپنیاں گارنٹڈ پیمنٹ کی صورت صرف نئے شہروں میں کام شروع کرنے کے ابتدائی چند مہینوں میں لاگو کرتی ہیں۔اس کے بعد پھر فیصدی تقسیم ہی پرعمل ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے شہر لاہور میں آجکل UBER کمپنی کر رہی ہے۔

5۔بونس:۔

(i) مالک کے لیے بونس:۔ مثلاً جمعہ اور ہفتہ یا عید وغیرہ کے دن 10 رائڈ پر 1000/- روپے بونس، اگر دو ہفتوں میں 150 رائڈ کرلیں تو 10,000/- روپے بونس ملے گا اور اگر 130 کرلیں تو 7000/- بونس ملے گا۔

(ii) ڈرائیور کے لیے بونس:۔ بعض کمپنیاں ڈرائیور کو علحدہ سے بونس دیتی ہیں جس کے لین دین سے گاڑی کے مالک کا کوئی تعلق نہیں ہوتا یہ بونس دوطرح کے ہوتے ہیں۔کارگردگی بونس، حوالہ جاتی بونس وغیرہ

مستفتی نے فون پر بتایا کہ جس طرح کسٹمر اور کمپنی کے درمیان بنیادی کرایہ متعین ہوتا ہے۔ اسی طرح گاڑی کے مالک اور کمپنی کے درمیان بھی بنیادی کرایہ متعین ہوتا ہے۔

(جواب منسلک ہے)

مستفتی سے مزید معلوم ہوا کہ سواری کی منسوخی کی صورت میں جتنی رقم کمپنی کسٹمر سے وصول کرتی ہے، اس کا 75% گاڑی کا مالک کمپنی سے وصول کرتا ہے۔

دار الافتاء

مستفتی
محمد عمر
0307-4946889

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ معاملہ میں بنیادی طور پر "دو عقدِ اجارہ" وجود میں آتے ہیں، تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(۱) کمپنی اور گاڑی کے مالک کے درمیان عقدِ اجارہ:

بنیادی طور پر کمپنی اور گاڑی کے مالک کے درمیان عمومی مفاہمت ہوتی ہے کہ جب کمپنی سے سواری کی خدمت طلب کی جائیگی، کمپنی اس کے لئے گاڑی کے مالک کی خدمات حاصل کریگی، پھر جب کمپنی، گاڑی کے مالک کو سواری فراہم کریگی اس وقت وقتی اجارہ منعقد ہوگا اور سواری کو مطلوبہ مقام تک پہنچانے پر کمپنی اور گاڑی کے مالک کے درمیان یہ اجارہ کا معاملہ ختم ہو جائیگا، لیکن اول الذکر عمومی مفاہمت بہر حال باقی رہے گی۔

اس معاملہ میں کمپنی کی فقہی حیثیت "مستاجر" کی بنتی ہے، اور گاڑی کے مالک کی فقہی حیثیت "اجیر" کی بنتی ہے۔

(۲) کمپنی اور گاہک (Customer) کے درمیان عقدِ اجارہ:

اس معاملہ میں کمپنی کی فقہی حیثیت "اجیر" کی بنتی ہے، اور گاہک کی حیثیت "مستاجر" کی بنتی ہے، اور "معقود علیہ" گاہک کو گاڑی فراہم کرنے کی سہولت ہے۔

گاہک (Customer) اور کمپنی کے درمیان تعیین اجرت کا طریقہ کار:

سوال کے مطابق مذکورہ معاملہ میں گاہک اور کمپنی کے درمیان اجرت کی تعیین اسطرح ہوتی ہے کہ "اجرت" کا ایک حصہ متعین ہوتا ہے مثلاً ۱۰۰ روپے، جسے بنیادی کرایہ (Basefare) سے موسوم کیا جاتا ہے، اور باقی اجرت (Fare) کلو میٹر اور منٹ (waiting charges بھی منٹ کی اجرت کی شکل میں لئے جاتے ہیں) کے حساب سے طے کی جاتی ہے، جس کے لئے پہلے سے فی کلو میٹر مثلاً ۱۰ روپے اور فی منٹ مثلاً ۳ روپے خدمت فراہم کرنے کا عوض مقرر کیا ہوا ہوتا ہے۔ البتہ سوال کے مطابق بعض کمپنیوں کا یہ ضابطہ ہوتا ہے کہ وہ صرف فی کلو میٹر اجرت کا حساب (Charge) کرتی ہیں، اور فی منٹ حساب (Charge) کرنا اس وقت شروع کرتی ہیں جب گاڑی کی رفتار مثلاً ۱۵ کلو میٹر فی گھنٹہ سے کم ہو

دار الافتاء

(جاری ہے---)

Scanned by CamScanner

گاڑی کے مالک اور کمپنی کے درمیان تعیین اجرت کا طریقہ کار:

سوال میں ذکر کردہ تفصیل پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر جسطرح گاہک اور کمپنی کے درمیان ہر عقد میں مثلاً ۱۰۰ روپے بطور بنیادی کرایہ حتمی طور پر طے ہوتا ہے اسی طرح کمپنی اور گاڑی کے مالک کے درمیان ہر عقد میں مثلاً ۷۵ روپے بطور بنیادی کرایہ حتمی طور پر طے ہوتا ہے، پھر ہر عقد کی باقی اجرت مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق کلومیٹر اور منٹ کے حساب سے طے ہوتی ہے یعنی ہر عقد میں گاڑی کے مالک کی خدمات کے عوض کمپنی کو جو مجموعی اجرت حاصل ہوتی ہے کمپنی اس کا مجموعی طور پر ۷۵ فیصد گاڑی کے مالک کو بطورِ اجرت دیتی ہے۔

مذکورہ معاملہ کا حکم:

شرعی اعتبار سے اجارہ کے یہ دونوں معاملے جائز ہیں کیونکہ یہاں عقد میں اجرت کا ایک حصہ متعین ہوتا ہے، جس سے نفسِ اجرت مجہول نہیں رہتی، اور اجرت کے باقی حصہ میں جو جہالت ہوتی ہے وہ اس لئے مفسدِ عقد نہیں کیونکہ باقی اجرت طے کرنے کیلئے کمپنی نے جو طریقہ کار وضع کیا ہوا ہے وہ معلوم اور معروف ہونے کی وجہ سے وہ عموماً مفضی الی النزاع (جھگڑے کا سبب) نہیں ہوتی اور حضرات فقہاء کرام کی تصریح کے مطابق وہ جہالت مفسدِ عقد ہوتی ہے جو مفضی الی النزاع ہو، (كما فی رد المحتار ۶/۵۳) جبکہ مذکورہ صورت میں فریقین اس پر رضامند ہوتے ہیں، اس لئے اجارہ کے مذکورہ دونوں معاملے شرعاً جائز ہیں۔ كما فی فقه البيوع (۱/۳۹۲) والظاهر من كلام الفقهاء فی هذه المسائل أن للعرف دخلاً كبيراً فی إخراج عملية من الغرر الفاحش الممنوع، ولا شك أن ما تعورف فی البوفيه من هذا القبيل، لأن الناس يتعاملون به ولا تؤدى هذه الجهالة إلى النزاع.

گارنٹیڈ پیمنٹ (Guaranteed Payment):

واضح رہے کہ سوال کے مطابق کمپنی نے کچھ خاص کوائف رکھے ہیں کہ اگر کوئی ان کوائف پر پورا اتر آئے تو کمپنی اسے گارنٹیڈ پیمنٹ دیتی ہے، اس کی فقہی حیثیت یہ بنتی ہے کہ گویا کمپنی نے طے کیا ہوا ہے کہ پورے دن میں جس عقد اجارہ پر گاڑی کا مالک مقررہ کوائف پورے کریگا:

اگر اس دن کمپنی کے ساتھ کام کرتے ہوئے اس گاڑی کے مالک کو ملنے والی مجموعی فیصدی اجرت ۳۵۰۰ سے کم ہو تو ۳۵۰۰ سے جتنا کم ہو، کمپنی اس خاص عقد کے عوض اس عقد کی فیصدی اجرت کے علاوہ وہ فرق بھی بطورِ اجرت ادا کریگی۔

{جاری ہے---}

Scanned by CamScanner

لیکن اگر اس دن کمپنی کے ساتھ کام کرتے ہوئے گاڑی کے مالک کو ملنے والی مجموعی فیصدی اجرت ۳۵۰۰ یا اس سے زیادہ ہوگئی ہو تو پھر اس عقد جس پر اس نے کوائف پورے کر لئے ہیں کمپنی اس کی بھی صرف فیصدی اجرت ادا کریگی۔ تو گویا یہ کمپنی کی طرف سے طے ہوتا ہے کہ جس عقد پر گاڑی کا مالک کوائف پورے کرے گا اس کی اجرت مذکورہ دو شقوں میں سے کوئی ایک ہو گی۔ اور شرعی لحاظ سے عقد اجارہ کی اجرت دو شقوں میں طے کرنا جائز ہے۔

کمپنی کی طرف سے گاڑی کے مالک کو دیئے جانے والے بونس (Bonus) کی شرعی حیثیت:

جہاں تک گاڑی کے مالک کے لئے کمپنی کی طرف سے ملنے والے بونس کا تعلق ہے تو واضح رہے کہ کمپنی کی طرف سے گاڑی کے مالک کو خاص صورتوں میں جو مختلف بونس دیئے جاتے ہیں مثلاً: جمعہ اور ہفتہ کو دس مرتبہ سواری (Ride) فراہم کرنے پر ایک ہزار روپیہ بونس دیا جاتا ہے تو اس کی فقہی حیثیت یہ بنتی ہے کہ گویا کمپنی کی طرف سے طے ہوتا ہے کہ گاڑی کا مالک جس عقد پر یہ بونس والی شرط پر پورا اتر آئیگا اس عقد کی اجرت میں کمپنی مزید ہزار روپے بھی بطورِ اجرت دیگی۔ اور اس میں شرعاً قباحت نہیں، لأنہ تردید فی الاجرۃ۔

کمپنی کی طرف سے گاڑی چلانے والے Captain کو دیئے جانے والے بونس (Bonus) کی شرعی حیثیت:

ایسا بھی ہوتا ہے کہ گاڑی کا مالک گاڑی خود چلانے کے بجائے کسی اور کو اپنی گاڑی چلانے کے لئے مقررہ اجرت کے عوض ڈرائیور رکھ لیتا ہے، کمپنی اس ڈرائیور کو بھی کچھ خاص شرائط پر پورا اترنے پر بونس دیتی ہے، شرعی اعتبار سے چونکہ اس ڈرائیور اور کمپنی کا کوئی معاہدہ نہیں ہوتا ہے، بلکہ معاہدہ کمپنی اور گاڑی کے مالک کا ہوتا ہے اور اگرچہ ڈرائیور کو گاڑی کے مالک کی طرف سے اپنی اجرت مل رہی ہوتی ہے، لیکن چونکہ وہ ہر صورت میں ملتی ہے خواہ وہ اپنے بونس والی شرط پر پورا اترے یا نہ اترے، لہٰذا اگر وہ بونس والی شرط پر پورا اتر آتا ہے اور اس پر کمپنی اُسے کچھ بونس دے دیتی ہے تو شرعی اعتبار سے کمپنی کی طرف اس کے لئے اس کی اچھی کارکردگی کے عوض یہ ہدیہ اور انعام ہے۔

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

گاہک(Customer)سواری(Ride)طلب کرنے کے بعد اگر دو تین منٹ کے بعد منسوخ کردے:

سوال کے مطابق اگر کوئی گاہک سواری طلب کر کے مثلاً دو یا تین منٹ کے بعد منسوخ کردے تو کمپنی اس گاہک سے مثلاً ۱۰۰ روپے وصول کرتی ہے اور گاڑی کا مالک کمپنی سے مثلاً ۷۵ روپے وصول کرتا ہے، تو اس کے متعلق تفصیل حسب ذیل ہے:

جہاں تک سواری کی منسوخی پر کمپنی کا گاہک سے مثلاً ۱۰۰ روپے وصول کرنے کا تعلق ہے تو واضح رہے کہ گاہک کے سواری طلب کرنے پر کمپنی کو فعلی طور پر جو اخراجات آئے ہوں، جیسے کمپنی کو سواری منسوخ ہونے پر گاڑی کے مالک کو کچھ رقم کی ادائیگی کرنی پڑتی ہے تو ان حقیقی اخراجات کی حد تک کمپنی کیلئے اس گاہک سے وصول کرنے میں تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ کمپنی گاڑی کے مالک سے اجارہ کا معاملہ، اس گاہک کے سواری طلب کرنے پر کرتی ہے اور گاہک کے سواری منسوخ کرنے پر کمپنی کو یہ اخراجات محض اس گاہک کی وجہ سے برداشت کرنے پڑتے ہیں، لہذا شرعی اعتبار سے کمپنی کیلئے یہ اخراجات، گاہک سے وصول کرنے کی گنجائش ہے۔

دارالافتاء

یہ حکم تو کمپنی کا گاہک سے حقیقی اخراجات کی حد تک لینے کا ہوا، جہاں تک کمپنی کا حقیقی اخراجات سے زائد گاہک سے وصول کرنے کا تعلق ہے تو اس کی یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ کمپنی نے ایپلی کیشن کے ذریعے سواری طلب کرنے پر ایپلی کیشن کے استعمال کی اجرت مقرر کی ہوئی ہے جو وہ ہر گاہک سے وصول کرتی ہے، البتہ جس صورت میں گاہک سواری طلب کر کے کمپنی کے ساتھ کیا ہوا معاملہ مکمل کرلیتا ہے اس صورت میں کمپنی مستقل طور پر ایپلی کیشن کے استعمال کی اجرت وصول نہیں کرتی بلکہ سواری فراہم کرنے کی مجموعی اجرت میں سے وصول کرتی ہے، لیکن جس صورت میں گاہک سواری طلب کرنے کے مثلاً دو منٹ کے بعد منسوخ کردیتا ہے، اس صورت میں کمپنی مستقل طور پر ایپلی کیشن کے استعمال کی اجرت وصول کرتی ہے، لہذا گاہک کے سواری طلب کر کے منسوخ کرنے کی صورت میں حقیقی اخراجات کے علاوہ جو مقررہ زائد رقم کمپنی، گاہک سے وصول کرتی ہے وہ شرعی حدود میں تو داخل ہے لیکن چونکہ یہ صورۃً مالی جرمانہ کی طرح ہے لہذا اس سے اگر بچا جائے تو بہتر ہے۔

جہاں تک گاڑی کے مالک کیلئے سواری منسوخ ہونے پر کمپنی سے مثلاً ۷۵ روپے لینے کا تعلق ہے تو جیسا کہ پیچھے آچکا ہے کہ گاہک کے سواری طلب کرنے پر کمپنی، گاڑی کے مالک کے ساتھ اجارہ کا معاملہ کرتی ہے جس پر گاڑی چلانے والا عملی طور پر خدمت فراہم کرنے کیلئے اپنے آپ کو گاڑی سمیت کمپنی کے حوالے کردیتا

Scanned by CamScanner

ہے بلکہ کمپنی کے گاہک کو وصول کرنے کیلئے مختلف خدمات میں بھی لگ جاتا ہے جس میں اپنے موبائل فون سے گاہک سے رابطہ وغیرہ کرنا، گاہک کے موجودہ مقام اور اسکے مطلوبہ مقام تک رسائی حاصل کرنا وغیرہ جبکہ عموماً گاڑی چلانے والا دو منٹ میں گاہک کے مقام تک عملی طور پر رسائی شروع بھی کر چکا ہوتا ہے، لہذا مثلاً دو منٹ کے بعد گاہک جب سواری منسوخ کرتا ہے اسوقت تک گاڑی چلانے والا تسلیم نفس کے ساتھ ساتھ معقود علیہ کا کچھ حصہ بھی کمپنی کو فراہم کر چکا ہوتا ہے اور باقی خدمات کی فراہمی کیلئے تیار ہوتا ہے، اس لئے گاہک کے سواری منسوخ کرنے پر گاڑی کا مالک کمپنی سے جو مثلاً ۷۵ روپے وصول کرتا ہے، یہ شرعی اعتبار سے گاڑی چلانے والے کا تسلیم نفس یا بعض معقود علیہ کی فراہمی اور باقی پر تمکین کے عوض بطور اجرت مثلاً ۷۵ روپے صلحاً وصول کرنا ہے۔ اور اس میں شرعاً قباحت نہیں۔

یہاں واضح رہے کہ سواری کی منسوخی اگر گاڑی والے کے سبب ہوئی ہو، تو ایسی صورت میں گاڑی کے مالک کے لئے کمپنی سے یہ رقم وصول کرنا جائز نہیں، اسی طرح ایسی صورت میں کمپنی کا یہ اخراجات گاہک سے وصول کرنا بھی جائز نہیں۔

یاد رہے کہ اس جیسے معاملہ کے متعلق یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس میں گاڑی چلانے والے بعض اوقات پوری دیانتداری سے خدمات انجام نہیں دیتے، مثلاً گاڑی کو مقررہ رفتار سے بلا وجہ آہستہ چلانا یا ایسا راستہ اختیار کرنا جس میں بھیڑ زیادہ ہو یا بلا وجہ لمبا راستہ اختیار کرنا وغیرہ، لہذا گاڑی والوں پر شرعاً لازم اور ضروری ہے کہ وہ پوری دیانتداری سے خدمات انجام دیں اور کسی بھی قسم کی بددیانتی سے مکمل اجتناب کریں۔

نوٹ: یہ جواب کسی خاص کمپنی کے متعلق نہیں ہے، بلکہ سائل کی مہیا کی گئی معلومات پر مبنی ہے، لہذا اگر کسی کمپنی کا طریقۂ کار سوال میں مذکورہ تفصیل کے مطابق ہو تو اس جواب میں مذکور حکم اس کمپنی کے ساتھ معاملہ کرنے کا بھی ہوگا۔

البحر الرائق شرح كنز الدقائق (٨/ ٦)

أو بالاستيفاء أو بالتمكن منه يعني يجب بالاستيفاء للمنفعة أو بالتمكن وإن لم يستوف، وفي الهداية وإذا قبض المستأجر الدار فعليه الأجرة وإن لم يسكن قال في النهاية: وهذه مقيدة بقيود، أحدها: التمكن فإذا لم يتمكن بأن منعه المالك أو الأجنبي أو سلم الدار مشغولة بمتاعه لا تجب الأجرة. الثاني: أن تكون الإجارة صحيحة فإن كانت فاسدة فلا بد من حقيقة الانتفاع.

دار الافتاء

جاری ہے---

Scanned by CamScanner

والثالث: إن التمكن إنما يجب أن يكون في مكان العقد حتى لو استأجرها للكوفة فسلمها في بغداد حين مضت المدة فلا أجر عليه. **والرابع: أن يكون متمكنا من الاستيفاء في المدة فلو استأجر دابة إلى الكوفة في هذا اليوم وذهب بعد مضي اليوم بالدابة ولم يركب لم يجب الأجر؛ لأنه إنما تمكن بعد مضي المدة.**

درر الحكام شرح مجلة الأحكام (١/ ٥٧٩)

ويصح ترديد الأجرة على صورتين أو ثلاث وتسمية أجرة لكل صورة غير أجرة الصورة الأخرى، ويعتبر البيع في جميعها دفعا للحاجة، وبما أن الإجارة بيع منافع فتقاس على بيع العين (مجمع الأنهر، الزيلعي) .

يجوز الترديد في العمل اتفاقا لأنه خيره بين عقدين صحيحين مختلفين والأجر قد يجب بالعمل وعند العمل يرتفع الجهل (مجمع الأنهر) .

رد المحتار (٦/ ٥٣)

(قوله لجريان العادة إلخ) جواب عن قولهما لا تجوز؛ لأن الأجرة مجهولة. ووجهه أن العادة لما جرت بالتوسعة على الظئر شفقة على الولد لم تكن الجهالة مفضية إلى النزاع، والجهالة ليست بمانعة لذاتها بل لكونها مفضية إلى النزاع.

والله تعالى أعلم

عزیز طارق بلوانی غفرلہ ولوالدیہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۱۵/ جمادی الاخری/ ۱۴۳۹ھ
۴/ مارچ/ ۲۰۱۸ء

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۲۸-۶-۱۴۳۹ھ

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۲۶/۱۹۶۲
۲۹/۶/۱۴۳۹
۱۸/۳/۲۰۱۸

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ
۲۸-ج۲-۱۴۳۹ھ
2018-03-17

الجواب صحیح
بندہ عبد الرؤف
۲۹-۶-۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح
نعم عبد المنان
۲۹-۶-۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح
۲۹/۶/۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح
بندہ ابراہیم عیسیٰ
۲۹-۶-۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
۲۸/۶/۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح
بندہ محمود الحسن
۲۹-۶-۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح
۲۹/۶/۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح
۲۹/۶/۱۴۳۹ھ

Scanned by CamScanner